البانیہ: ہر دس ہزار افراد کے لیے ایک مسیحی مبشّر

Evangelisin Today (ایونجلزم عصرِ حاضر میں) میں شائع شدہ ایک رپورٹ کے مطابق البانیہ میں اِس وقت کم و بیش چار سو مسیحی مبشّرین کام کر رہے ہیں۔ البانیہ کے ہر قصبے میں، جس کی آبادی دس ہزار سے زائد ہے، ایک مسیحی منّاد موجود ہے۔ زیادہ تر منّاد فرقہ وارانہ اختلافات سے بچتے ہوئے باہمی تعاون سے کام کر رہے ہیں، تاہم تبدیلیٔ مذہب بہت مشکل ہے۔ رپورٹ کے مطابق "البانیہ میں ایک تہائی آبادی آرتھوڈکس، ایک تہائی مسلم اور ایک تہائی کیتھولک ہے"۔ اور اِن تینوں مذہبی روایتوں میں ایونجلیکل تحریک کے خلاف سخت بُغض پایا جاتا ہے [آبادی کا جو تناسب دکھایا ہے، ازحد گمراہ کُن ہے۔ البانیہ کے بارے میں تمام مستند اعداد و شمار میں مسلمانوں کو کل آبادی کا ۷۰ فیصد بتایا جاتا ہے۔] رپورٹ میں مزید لکھا گیا ہے کہ اقتصادی صورتِ حال غیر یقینی ہے اور لوگ روپے پیسے کے محتاج ہیں۔

رپورٹ میں برطانیہ کے دو مشنریوں جناب ڈڈلے اور اُن کی اہلیہ جینی پاول کی سرگرمیوں کو نمایاں کیا گیا ہے جو البانیہ سے برطانیہ واپس آئے ہیں۔ البانیہ میں اپنے "مشن" کے تجربات کا ذکر کرتے ہوئے جناب ڈڈلے نے کہا کہ "لوگ مسیحی مبشّرین اور اُن کے ذریعے آنے والی امداد کو کُھلے بازوؤں کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں۔ لیکن کمیونزم کے پچاس سالہ اثرات کے باعث روابط بہت گہرے نہیں ہوتے۔" جناب ڈڈلے کا کہنا ہے کہ زیادہ تر البانوی سچائی کے تصوّر کا سامنا نہیں کر سکتے اور ذمہ داری قبول کرنے کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہیں۔ اگرچہ جناب ڈڈلے اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ نئے چرچوں کو خود مختار ہونا چاہیے، تاہم "رہنمائی کے قابل افراد کا حصول آسان کام نہیں"۔

جینی کا کام نوجوانوں میں رہا ہے۔ وہ اپنے کام سے بہت مطمئن ہیں اور اسے ثمرآور خیال کرتی ہیں۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جینی نے البانوی زبان بہت جلد سیکھ لی اور لوگوں کو بائبل کا پیغام مؤثر طور پر اُن کی زبان میں پہنچاتی رہی ہیں۔

مئی ۱۹۹۴ء میں دیواجک نامی قصبے میں ایک اجتماعی عبادت میں ۳۰۴ مسیحی شریک ہوئے جن سے ۱۰۴ افراد نے اُسی روز بپتسمہ حاصل کیا تھا۔ جناب ڈڈلے اور اُن کی اہلیہ جس مسیحی فیلوشپ سے وابستہ ہیں، اُن کے بقول یہ تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور سرکاری طور پر رجسٹرڈ ہے۔ اِس ساری کامیابی کے باوجود رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ایونجلیکل تحریک کو مقامی مذہبی قیادت کی طرف سے

قابلِ لحاظ مخالفت کا سامنا ہے۔ "ایک البانوی آرتھوڈکس پادری نے برسرِ عام ایونجلیکل چرچ کو بُرا بھلا کہا ہے۔ ایک دوسرے علاقے میں ایک کیتھولک پادری نے بندوق کی نالی پر ایونجلیکل مبشّر کو نکال باہر کیا"۔ مبشّر میاں بیوی کہتے ہیں کہ مسجدیں جگہ جگہ تعمیر کی جاری ہیں، مگر نمازیوں کی تعداد بہت کم ہے۔ وہ مُسلم اثرورسوخ کے بڑھنے سے پریشان ہیں۔ کیوں کہ "مسلمانوں کے پاس اخبارات اور کام مہیّا کرنے کے لیے رقم موجود ہے"۔ (بہ شکریہ کرسچن - مسلم ریلیشنز نیوزلیٹر - لیسٹر)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ: مرحوم میلکم ایکس کی صاحبزادی کے خلاف مقدّمہ

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سیاہ فام اقلیت کے لیے مساوی "شہری حقوق" کی تحریک کے مقتول رہنما مارٹن لوتھر کنگ کی بیوہ کوریٹا سکاٹ کینگ نے نیویارک کے ایک چرچ میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اُن کے خیال میں مرحوم میلکم ایکس کی صاحبزادی کو بے جا طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے۔ "جو لوگ اُسے [میلکم ایکس کو] جیتے جی عوام کی نظروں میں نہ گرا سکے، وہ اُس کے خاندان کو بدنام کر کے اُس کے پیغام کو بے وقعت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

واضح رہے کہ جنوری کے آغاز میں مرحوم میلکم ایکس کی صاحبزادی قُبیلہ شہباز پر یہ الزام عائد کیا گیا تھا کہ اُس نے "نیشن آف اسلام" کے رہنما لوئی فراخان کو قتل کرنے کے لیے کرائے کے ایک قاتل کی خدمات حاصل کی ہیں۔ قُبیلہ نے الزام کی سختی سے تردید کی ہے اور اپنی بے گناہی پر زور دیا ہے۔ جب ۱۹۶۰ء کے عشرے میں مرحوم میلکم ایکس نے سیاہ فام مسلمانوں کی تنظیم "نیشن آف اسلام" کے نسل پرستانہ افکار سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی تو فراخان نے اُن کی علانیہ مخالفت کی تھی۔ گزشتہ برس مرحوم میلکم ایکس کی بیوہ نے ایک انٹرویو میں اپنے خاوند کے قتل کی سازش میں فراخان کو شامل قرار دیا تھا، اگرچہ فراخان نے اِس الزام کی سختی سے تردید کی ہے۔

"نیشن آف اسلام" کے نمائندہ افراد کی رائے ہے کہ قُبیلہ شہباز کے خلاف عائد کردہ الزامات حکومت کی اُن کوششوں کا حصّہ ہیں جو وہ سیاہ فام رہنماؤں کو بدنام کرنے کے لیے مسلسل کر رہی ہے۔ مارٹن لوتھر کنگ کی بیوہ کا تبصرہ اِس رائے کی صدائے بازگشت ہے۔ (ہفت روزہ کرسچن سینچری، ۲۲ فروری ۱۹۹۵ء)